۱۵/۱

35272

باسمہ تعالیٰ!

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ

آجکل پاکستان اور خصوصاً ہمارے شہر پشاور میں یوم عرفہ کے بارے میں عوام اور خواص کے درمیان اختلاف ہوتا رہتا ہے اس کے بارے میں چند سوالات ہیں۔

آپ حضرات مدلل جواب دے کر تشفی فرمائیں۔

۱) وذی الحجہ کو عرفہ کیوں کہتے ہیں۔ اگر عرفات کے میدان کی وجہ سے عرفہ کہتے ہیں۔

۲) تو پاکستان والے عرفہ کیوں کہتے ہیں۔ اگر اسی کی وجہ سے تو پھر تو عرفہ دو ہو گئے۔ کیونکہ پاکستان والوں کا عرفہ سعودی عرب والوں سے الگ ہے۔

۳) لوگ یوم عرفہ کو وقوف عرفات کے ساتھ خاص کرتے ہیں تو آیا یوم عرفہ کا تعلق وقوف عرفات کے ساتھ ہے یا ۹ ذی الحجہ کے ساتھ؟

۴) اگر ۹ ذی الحجہ کے ساتھ ہو تو سعودی عرب والوں کا اپنا عرفہ ہوگا اور ہمارے پاکستان والوں کا اپنا یا ۹ ذی الحجہ کو ~~کو~~ ہم ان کے ساتھ عرفہ کر دیں گے۔

۵) بعض لوگ ہمارے ہاں ۹ ذی الحجہ کے دن لوگوں کو روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں کہ اس دن سعودی عرب والوں کی عید ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے آیا یہ منع کرنا درست ہے؟

مستفتی

طالب العلم والعمل مفتی اللہ پشاوری عفی اللہ عنہ

0300 3521660

دار الافتاء فتویٰ نمبر ۱۵۶۴/۰

(جواب مستفتی ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلّیاً

(۱،۲)۔۔۔نو(۹)ذی الحجہ کو ''یومِ عرفہ'' کہنے کی فقہاء رحمہم اللہ نے تین وجوہات بیان کی ہیں:

۱۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آٹھ(۸)ذی الحجہ کی رات خواب میں نظر آیا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، تو ان کو اس خواب کے اللہ تعالی کی طرف سے ہونے یا نہ ہونے میں کچھ تردد ہوا، پھر نو(۹)ذی الحجہ کو دوبارہ یہی خواب نظر آیا تو ان کو یقین ہو گیا کہ یہ خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہی ہے، چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ معرفت اور یقین نو(۹)ذی الحجہ کو حاصل ہوا تھا، اسی وجہ سے نو(۹)ذی الحجہ کو ''یومِ عرفہ'' کہتے ہیں۔

۲۔ نو ذی الحجہ کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام مناسکِ حج سکھلائے تھے، مناسکِ حج کی معرفت کی مناسبت سے نو(۹)ذی الحجہ کو ''یومِ عرفہ'' کہتے ہیں۔

۳۔ نو(۹)ذی الحجہ کو حج کرنے والے حضرات چونکہ میدانِ عرفات میں وقوف کیلئے جاتے ہیں، تو اس مناسبت سے نو(۹)ذی الحجہ کو ''یومِ عرفہ بھی کہہ دیتے ہیں۔

مذکورہ اقوال سے معلوم ہوا کہ تسمیہ کے اعتبار سے ''یومِ عرفہ'' کو صرف وقوفِ عرفہ کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں ہے، بلکہ یہ (۹)ذی الحجہ کا مختلف وجوہات کی بناپر دوسرا نام ہے، لہٰذا یہ ہر ملک میں اپنی تاریخ کے اعتبار سے ہوگا، یعنی پاکستان میں جس دن نو(۹)ذی الحجہ ہوگی وہی دن ''یومِ عرفہ'' کہلائیگا چاہے اس دن سعودی عرب میں یومِ عرفہ نہ ہوں۔ (ماخذہ التبویب : ۳۹/۳۶۰ ونظیرہ فی معارف القرآن: ۸/۷۹٤ تحت تفسیر سورۃ القدر)

البناية شرح الهداية – (٤ / ٢١١)

وإنما سمي يوم عرفة لأن جبريل – صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – علم إبراهيم – صَـلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ – المناسك كلها يوم عرفة، فقال: أعرفت في أي موضـع تطوف؟ وفي أي موضـع تسعى؟ وفي أي موضع تقف؟ وفي أي موضع تنحر وترمي؟ فقال: عرفت فسمي يوم عرفة

تبيين الحقائق وحاشية الشلبي – (٢ / ٢٣)

قَوْلُهُ أَيْ تَفَكَّرَ أَنَّ مَا رَآهُ مِنْ اللَّهِ) أَيْ أَمْ مِنْ الشَّيْطَانِ فَمِنْ ذَلِكَ سُمِّيَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ فَلَمَّا رَأَى اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ عَرَفَ أَنَّهُ مِنْ اللَّهِ فَمِنْ ثَمَّ سُمِّيَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَمَّا رَأَى اللَّيْلَةَ الثَّالِثَةَ هَمَّ بِنَحْرِهِ فَسُمِّيَ يَوْمَ النَّحْرِ كَذَلِكَ فِي الْكَشَّافِ

العناية شرح الهداية – (٣ / ٤٥٢)

فَلَمَّا أَمْسَى رَأَى مِثْلَ ذَلِكَ ، فَعَرَفَ أَنَّهُ مِنْ اللَّهِ تَعَالَى ، فَمِنْ ثَمَّ سُمِّيَ يَوْمَ عَرَفَةَ.... وَإِنَّمَا سُمِّيَ يَوْمُ عَرَفَةَ بِهِ لِأَنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَ إبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ

دار الافتاء

الصَّـــلَاةُ وَالسَّلَامُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا يَوْمَ عَرَفَةَ فَقَالَ لَهُ : أَعَرَفْتَ فِي أَيِّ مَوْضِعٍ تَطُوفُ ؟ وَفِي أَيِّ مَوْضِعٍ تَسْعَى ؟ وَفِي أَيِّ مَوْضِعٍ تَقِفُ ؟ وَفِي أَيِّ مَوْضِعٍ تَنْحَرُ وَتَرْمِي ؟ فَقَالَ عَرَفْتُ ، فَسُمِّيَ يَوْمَ عَرَفَةَ وَسُمِّيَ يَوْمُ الْأَضْحَى بِهِ لِأَنَّ النَّاسَ يُضَحُّونَ فِيهِ بِقَرَابِينِهِمْ .

تفسير البغوي – (٧ / ٤٨)

أمر في المنام أن يذبحه، وذلك أنه رأى ليلة التروية كأن قائلا يقول له: إن الله يأمرك بذبح ابنك هذا، فلما أصبح روي في نفسه أي: فكر من الصباح إلى الرواح، أمن الله هذا الحلم أم من الشـــيطان؟ فمن ثم سمي يوم التروية فلما أمسى رأى في المنام ثانيًا، فلما أصبح عرف أن ذلك من الله عز وجل، فمن ثم سمي يوم عرفة.

الإنصاف – (٣ / ٢٤٤)

سمي يوم عرفة للوقوف بعرفة فيه وقيل لأن جبريل حج بإبراهيم عليه الصلاة والســـلام فلما أتى عرفة قال عرفت قال عرفت وقيل لتعارف حواء وآدم بها.

المغني – ابن قدامة – (٣ / ١١٢)

فأما يوم عرفة فهو اليوم التاســـع من ذي الحجة سمي بذلك لأن الوقوف بعرفة فيه وقيل سمي يوم عرفة لأن إبراهيم عليه الســـلام أري في المنام ليلة الترويـــة أنه يؤمر بذبح ابنه فأصـــبح يومه يتروى هل هذا من الله أو حلم فســـمي يوم التروية فلما كانت الليلة الثانية رآه أيضـــا فأصبح يوم عرفة فعرف أنه من الله فســـمي يوم عرفة وهو يوم شـــريف عظيم وعيد كريم وفضلة كبير وقد صح عن النبي صلى الله عليه و سلم أن صيامه يكفر سنتين

(۳)۔۔۔ واضح رہے کہ پاکستان میں ماہِ ذی الحجہ کا آغاز تب ہوگا جب یہاں اس مہینے کا چاند نظر آئیگا اور اسی حساب سے پاکستان میں عرفہ اور عید الاضحی کا دن متعین ہوگا، کسی دوسرے ملک یا علاقہ کی رؤیت کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ شرعاً اسلامی مہینے کا آغاز چاند کی رؤیت سے ہوتا ہے اور چونکہ چاند کے طلوع ہونے کی جگہ علاقے اور ملک کے مختلف ہونے سے مختلف ہوسکتی ہے اور مختلف ہوتی رہتی ہے، اس لئے اسلامی مہینے کے شروع ہونے میں علاقوں اور ملکوں میں ایک، دو دن کا فرق ہوسکتا ہے، اور ہر علاقے میں وہاں کی رؤیت اور تاریخ کے اعتبار سے شرعی احکام لاگو ہوں گے۔ (ماخذہ التبویب : ۳۹/۳٦۰ ونظیرہ فی معارف القرآن: ۸/۷۹٤ تحت تفسیر سورۃ القدر)

(۴)۔۔۔چونکہ پاکستان میں پاکستان ہی کی رؤیت کا اعتبار ہے سعودیہ عرب کی رؤیت کا نہیں، اس لئے پاکستان کے لحاظ سے جو دن عرفہ کا ہوگا اس دن یہاں روزہ رکھنا جائز ہوگا، اگرچہ وہ دن سعودیہ میں ”یوم النحر“ یعنی یوم العید ہو، لہٰذا پاکستان کے لحاظ سے جو دن ”یوم عرفہ“ ہوگا اس میں روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہوگا،

اور نہ یہاں روزہ رکھنا وعید میں داخل ہوگا۔

حاشية ابن عابدين – (٢ / ٦١٩)

يعتبر في كل بلد مطلع بلدهم إذا كان بينهما مسافة كثيرة وقدر الكثير بالشهر

حاشية ابن عابدين – (٢ / ٣٩٣)

فليحفظ وإنما الخلاف في اعتبار اختلاف المطالع بمعنى أنه هل يجب على كل قوم اعتبار مطلعهم ولا يلزم أحدا العمل بمطلع غيره أم لا يعتبر اختلافها بل يجب العمل بالأسبق رؤية حتى لو رئي في المشرق ليلة الجمعة وفي المغرب ليلة السبت وجب على أهل المغرب العمل بما رآه أهل المشرق فقيل بالأول واعتمده الزيلعي وصاحب الفيض وهو الصحيح عند الشافعية لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم .....تنبيه يفهم من كلامهم في كتاب الحج أن اختلاف المطالع فيه معتبر فلا يلزمهم شيء لو ظهر أنه رئي في بلدة أخرى قبلهم بيوم

بدائع الصنائع – (٢ / ٨٣)

هذا إذا كانت المسافة بين البلدين قريبة لا تختلف فيها المطالع فأما إذا كانت بعيدة فلا يلزم أحد البلدين حكم الآخر لأن مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فيعتبر في أهل كل بلد مطالع بلدهم دون البلد الآخر

فتح القدير للمحقق ابن الهمام الحنفي – (٤ / ٢٩١)

يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ لِأَنَّ السَّبَبَ الشَّهْرُ ، وَانْعِقَادُهُ فِي حَقِّ قَوْمٍ لِلرُّؤْيَةِ لَا يَسْتَلْزِمُ انْعِقَادَهُ فِي حَقِّ آخَرِينَ مَعَ اخْتِلَافِ الْمَطَالِعِ ، وَصَارَ كَمَا لَوْ زَالَتْ أَوْ غَرَبَتْ الشَّمْسُ عَلَى قَوْمٍ دُونَ آخَرِينَ وَجَبَ عَلَى الْأَوَّلِينَ الظُّهْرُ وَالْمَغْرِبُ دُونَ أُولَئِكَ

تبيين الحقائق وحاشية الشلبي – (١ / ٣٢١)

قال – رحمه الله – (ولا عبرةباختلاف المطالع) وقيل يعتبر ومعناه أنه إذا رأى الهلال أهل بلد و لم يره أهل بلدة أخرى يجب أن يصوموا برؤية أولئك كيفما كان على قول من قال لا عبرة باختلاف المطالع وعلى قول من اعتبره ينظر فإن كان بينهما تقارب بحيث لا تختلف المطالع يجب وإن كان بحيث تختلف لا يجب وأكثر المشايخ على أنه لا يعتبر حتى إذا صام أهل بلدة ثلاثين يوما وأهل بلدة أخرى تسعة وعشرين يوما يجب عليهم قضاء يوم والأشبه أن يعتبر لأن كل قوم مخاطبون بما عندهم وانفصال الهلال عن شعاع الشمس يختلف باختلاف الأقطار كما أن دخول الوقت وخروجه

دار الافتاء

يختلف باختلاف الأقطار حتى إذا زالت الشمس في المشرق لا يلزم منه أن تزول في المغرب

العرف الشذي للعلامةالكشميري (٢/ ٢١٧)

وقال الزيلعي شارح الكتر : إن عدم عبرة اختلاف المطالع إنما هو في البلاد المتقاربة لا البلاد النائية ، وقال كذلك في تجريد القدوري ، وقال به الجرجاني ، أقول : لا بد من تسليم قول الزيلعي وإلا فيلزم وقوع العيد يوم السابع والعشرين أو الثامن والعشرين أو يوم الحادي والثلاثين أو الثاني والثلاثين فإن هلال بلاد قسطنطنية ربما يتقدم على هلالنا بيومين ، فإذا صمنا على هلالنا ثم بلغنا رؤية هلال بلاد قسطنطنية يلزم تقديم العيد ، أو يلزم تأخير العيد إذا صام رجل من بلاد قسطنطنية ثم جاءنا قبل العيد ومسألة هذا الرجل لم أجدها في كتبنا ، وظني أنه يمشي على رؤية من يتعيد ذلك الرجل فيهم ، وقست هذه المسألة على ما في كتب الشافعية : من صلى الظهر ثم بلغ في الفور بموضع لم يدخل فيه وقت الظهر إلى الآن أنه يصلي معهم أيضاً والله أعلم وعلمه أتم ، وكنت قطعت بما قال الزيلعي ثم رأيت في قواعد ابن رشد إجماعاً على اعتبار اختلاف المطالع في البلدان النائية ، وأما تحديد القرب والنائي فمحمول إلى المبتلى به ليس له حد معين وذكر الشافعية في التحديد شيئاً..... والله اعلم بالصواب

محمد عاصم بن عمر فاروق عفى عنه

دار الافتاء جامعه دار العلوم كراچی

١٩/صفر/١٤٣٥ھ

٢٣/دسمبر/٢٠١٣ء

الجواب صحیح

١٩/٢/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح

٢٠/٢/١٤٣٥ھ